1961_1_801_808

1 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1961

ریاست بمبئی

بنام

بندھن رام بھنڈانی اور دیگران

23 ستمبر 1960

جیف امام، اے۔کے۔سارکر اور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز۔

کمپنی-جنرل میٹنگ جان بوجھ کر نہیں بلائی گئی-چاہے وہ دفاع ہو-انڈین کمپنیز ایکٹ، 1913 (VII آف 1913) جیسا کہ کمپنیز ایکٹ، 1936 (22 آف 1936)، دفعات 5، (5)32، 131 اور (3)133 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے۔

جواب دہندگان، ایک کمپنی کے ڈائریکٹرز، کے خلاف کمپنیز ایکٹ 1913 کی دفعہ (5)32 اور (3)133 کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا، اس ایکٹ کی دفعہ 32 اور 131 کی خلاف ورزیوں کے لیے کہ انہوں نے جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر سال 1953 کے لیے اصل سرمایہ کا خلاصہ فائل کرنے میں ناکامی کی اجازت دی تھی اور 31 مارچ 1953 تک بیلنس شیٹ اور منافع ونقصان کے کھاتے کو عام طور پر پورا کرنے میں کمپنی کے سامنے پیش کرنے میں ناکامی کے لیے جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر فریق تھے۔جواب دہندگان نے دعوی کیا کہ دفعہ کے تقاضوں کی تعمیل میں کوئی غلطی نہیں ہوئی کیونکہ متعلقہ سال میں کوئی عام اجلاس نہیں ہوا تھا۔

منعقد: کسی جرم کا مرتکب شخص الزام کے جواب کے طور پر اپنی کوتاہی پر بھروسہ نہیں کر سکتا اور اس لیے، اگر جواب دہندگان جنرل میٹنگ نہ بلانے کے ذمہ دار تھے، تو انہیں اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کے دفاع میں یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جا سکتا کہ جنرل میٹنگ نہیں بلائی گئی تھی۔

کمپنی اور اس کے افسران سابقہ شرائط کو پورا کرنے کے پابند تھے، اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں، تاکہ وہ اپنا فرض ادا کر سکیں۔

دفعہ 32 کے ذریعے عائد کردہ ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے میٹنگ بلانا کم ضروری نہیں ہے کیونکہ دفعہ 76 میٹنگ بلانے کی ذمہ داری پیدا کرتی ہے اور اس ذمہ داری کی خلاف ورزی پر آزادانہ جرمانہ عائد

کرتی ہے۔ دفعہ (5)32 یا دفعہ (3)133 کے تحت ذمہ داری عائد کی جائے گی جہاں افسر نے میٹنگ نہ ہونے میں غلط طریقے سے مدد کی ہو حالانکہ وہ اسی وقت دفعہ 76 کے تحت جرمانے کا بھی ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

دفعہ 32 کی ذیلی دفعہ (5) کوتاہی کے جاری رہنے کے دوران روزانہ جرمانہ عائد کرنے سے اس بات کی نشاندہی نہیں ہوتی کہ کوتاہی اس وقت تک نہیں کیا گیا جب تک کہ میٹنگ نہیں ہو جاتی۔ کوتاہی اس دن سے اکیس دن کی میعاد ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے جب میٹنگ ہونی چاہیے تھی۔

امپریٹر بنام دی پا ینیر کلے اینڈ انڈسٹریل ورکس لمیٹڈ، .1 ایل آر 1948 بمبئی، 86، کوئین بنام نیوٹن، (1879) 48 لاء جے ریپ ایم سی 77 اور ڈورٹے بنام ساؤتھ افریکن سپر اریشن لمیٹڈ، (1904) 20 ٹی ایل آر 425، ممتاز۔

گبسن بنام بارٹن، (1875) ایل آر 10 کیو بی 329، ایڈمنڈز بنام فوسٹر، (1875) 45 لاء جے ریپ ایم سی 41 اور پارک بنام لاٹن، (1911) 1 کے بی 588، منظور شدہ۔

ڈورٹے بنام ساؤتھ افریقی سپر اریشن لمیٹڈ، (1904) 20 ٹی ایل کے 425، قابل اطلاق نہیں۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 93 اور 94/1958۔

چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ، بمبئی کے 15 اکتوبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی 1956 کی فوجداری اپیل نمبر 419 اور 420 میں سابق بمبئی ہائی کورٹ کے 9 اپریل 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، 1955 کے مقدمات نمبر 370/S اور 371/S میں۔

اپیل کنندہ کی طرف سے (دونوں اپیلوں میں) سی۔ کے۔ ڈیفتوری، سالیسیٹر جنرل آف انڈیا، این۔ ایس۔ بندرا اور آر۔ ایچ۔ دھبر۔

ایس۔ پی۔ ورما، جواب دہندگان نمبر 1، 2 اور 3 (دونوں اپیلوں میں) کے لیے۔

اے۔ این۔ گوئل، مدعا علیہ نمبر 4 کے لیے (دونوں اپیلوں میں)۔

این۔ پی۔ ناتھوانی، ایس۔ این۔ اینڈلی، جے۔ بی۔ داداچجی، رامیشور ناتھ اور پی۔ ایل۔ ووہرا" جواب دہندگان نمبر 5 سے 7 (دونوں اپیلوں میں) کے لیے۔

23 ستمبر 1960۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سارکر جسٹس۔- جواب دہندگان ہر جی ملز لمیٹڈ کے ڈائریکٹر تھے۔ ان پر چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ، بمبئی کے سامنے کمپنیز ایکٹ 1913 کے تحت دو جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا، جیسا کہ 1936 کے ایکٹ

XXII کے ذریعے ترمیم کی گئی تھی۔ پہلا جرم یہ تھا کہ انہوں نے جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر سال 1953 کے لیے اصل سرمایہ کا خلاصہ جمع کرنے میں ناکامی کا اختیار دیا اور اس دفعہ کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکامی پر ایکٹ کی دفعہ 32 کی ذیلی دفعہ (5) کے تحت سزا کے قابل بن گئے۔ دوسرا جرم یہ تھا کہ وہ 31 مارچ 1953 کو بیلنس شیٹ اور منافع ونقصان کے کھاتے کو پورا کرنے میں عام طور پر کمپنی کے سامنے پیش کرنے میں ناکامی کے لیے جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر فریق تھے اور اس طرح دفعہ 131 کے تقاضوں کی تعمیل میں غلطی کے لیے ایکٹ کی دفعہ (3)133 کے تحت قابل سزا ہو گئے۔ ہر جرم کے سلسلے میں الگ مقدمے کی سماعت ہوتی تھی۔

فاضل مجسٹریٹ نے پایا کہ متعلقہ سال میں کمپنی کی کوئی جنرل میٹنگ نہیں ہوئی تھی۔ امپریٹر بنام دی پاینیر کلے اینڈ انڈسٹریل ورکس لمیٹڈ۔ (آئی۔ ایل۔ آر۔ (1948) بمبئی 86) انہوں نے جواب دہندگان کو بری کر دیا، اس خیال کے ساتھ کہ عام اجلاس ہونے تک کسی بھی دفعہ کے تحت کوئی جرم نہیں کیا جا سکتا۔ فاضل مجسٹریٹ نے حقائق پر مقدمات کی خوبیوں پر غور نہیں کیا۔ علمی مجسٹریٹ کے احکامات کے خلاف بمبئی میں ہائی کورٹ میں اپیل کنندہ کی اپیلوں کو مختصر طور پر مسترد کر دیا گیا۔ اس نے اس عدالت کی طرف سے دی گئی خصوصی اجازت کے ساتھ بمبئی میں ہائی کورٹ کے فیصلوں سے موجودہ اپیلوں کو ترجیح دی ہے۔ اپیلیں ایک ساتھ سنی گئی ہیں اور دونوں کو اس فیصلے کے ذریعے نمٹا دیا گیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 7، این کے فیروزیا کو فاضل مجسٹریٹ نے خارج کر دیا تھا کیونکہ مقدمے میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت کمپنی کا ڈائریکٹر نہیں تھا۔ اسے کچھ غلط فہمیوں کے ذریعے واضح طور پر موجودہ اپیلوں کا جوابدہ بنایا گیا ہے۔ اپیل کنندہ، ریاست بمبئی، اس کے خلاف کارروائی نہیں کرتا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے مدعا علیہ فیروزیا کا نام اس اپیل کے ریکارڈ سے خارج کر دیا جانا چاہیے۔ مدعا علیہ نمبر 5، فتح چند جھنجھن والا کی موت اس وقت ہوئی جب یہ اپیل اس عدالت میں زیر التوا تھی۔ لہذا اپیل کا تعلق صرف باقی پانچ جواب دہندگان سے ہے۔

دفعہ 32 کی ذیلی دفعہ (1) کے مطابق کمپنی کو سال میں کم از کم ایک بار اپنے حصص یافتگان کی فہرست سال کی پہلی یا واحد عام عام میٹنگ کی تاریخ کے مطابق بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذیلی دفعہ (2) کا تقاضہ ہے کہ فہرست میں ایک خلاصہ ہو جس میں اس میں مذکور مختلف تفصیلات کی وضاحت ہو۔ ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے کہ فہرست اور خلاصہ سال میں پہلی یا واحد عام عام میٹنگ کے دن کے بعد اکیس دنوں کے اندر مکمل کیا جائے گا اور کمپنی فوری طور پر رجسٹرار کے ساتھ ایک سٹرفکیٹ کے ساتھ ایک کاپی فائل کرے گی۔

ڈائریکٹر یا منیجر یا کمپنی کے سکریٹری سے کہ فہرست اور خلاصہ میں حقائق بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ وہ مذکورہ دن تھے۔ ذیلی دفعہ (5) میں تعزیراتی شق شامل ہے، کہ "اگر کوئی کمپنی اس دفعہ کے تقاضوں کی تعمیل میں کوتاہی کرتی ہے، تو وہ ہر اس دن کے لیے پچاس روپے سے زیادہ کے جرمانے کا ذمہ دار ہوگا جس کے دوران کوتاہی جاری رہتی ہے، اور کمپنی کا ہر افسر جو جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر کوتاہی کی اجازت دیتا ہے یا اجازت دیتا ہے، اسی طرح کے جرمانے کا ذمہ دار ہوگا"۔

جواب دہندگان کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ جنرل میٹنگ ہونے تک دفعہ کے تقاضوں کی تعمیل میں کوئی کوتاہی نہیں ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دفعہ کی زبان سے ملتا ہے، کیونکہ اس میں میٹنگ کی تاریخ کے مطابق کچھ چیزوں کو فہرست اور خلاصہ میں بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کو میٹنگ کے ایک مخصوص وقت کے اندر داخل کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا، یہ کہا جاتا ہے کہ، دفعہ میں کچھ چیزوں کو میٹنگ ہونے کے بعد ہی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور میٹنگ ہونے تک ان چیزوں کو انجام دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔

1862 اور 1908 کے انگلش کمپنیز ایکٹ کی متعلقہ دفعات پر انگلینڈ میں ایک متضاد نظریہ اختیار کیا گیا ہے: دیکھیں گبسن بنام بارٹن ((1875) ایل آر 10 کیو بی 329)، ایڈمنڈز بنام فوسٹر ((1875) 45 لا جے آر ای پی ایم سی 41) اور پارک بنام لاٹن ((1911) کے بی 588)۔ ان معاملات میں یہ کہا گیا تھا کہ جرم کا الزام لگانے والا شخص الزام کے جواب کے طور پر اپنی کوتاہی پر بھروسہ نہیں کر سکتا، اور اس لیے، اگر الزام لگانے والا شخص جنرل میٹنگ نہ بلانے کا ذمہ دار تھا، تو اسے دفاع میں یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جا سکتا کہ جنرل میٹنگ نہیں بلائی گئی تھی۔ یہ بھی کہا گیا کہ کمپنی اور اس کے افسران پابند ہیں کہ اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو اس شرط کو پورا کریں، تاکہ وہ اپنا فرض ادا کر سکیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ یہ صحیح نظریہ ہے۔ اگر دفعہ کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکامی کا الزام لگانے والا شخص میٹنگ بلا سکتا تھا، تو وہ صرف جان بوجھ کر میٹنگ نہ بلا کر دفعہ کی دفعات کو شکست نہیں دے سکتا۔

یہ سچ ہے کہ ایکٹ کے دفعہ 76 کے تحت کمپنی کی جنرل میٹنگ ہر کیلنڈر سال میں کم از کم ایک بار ہونی چاہیے اور اگر کوتاہی کیا جاتا ہے تو کمپنی اور کمپنی کا ہر ڈائریکٹر یا منیجر جو جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر کوتاہی کا فریق ہے، پانچ سو روپے سے زیادہ کے جرمانے کا ذمہ دار ہوگا۔ تاہم، ہماری رائے میں، یہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ جس شخص پر دفعہ 32 کے مطابق فہرست اور خلاصہ درج کرنے میں ناکامی کا الزام لگایا گیا ہے جہاں میٹنگ نہیں ہوئی تھی، اس پر صرف دفعہ 76 کے تحت مقدمہ چلایا جا سکتا ہے نہ کہ دفعہ 32 کے

تحت۔ دفعہ 76 میٹنگ منعقد کرنے کی ذمہ داری عائد کرتی ہے اور اس ذمہ داری کو نبھانے میں ناکامی پر جرمانہ عائد کرتی ہے۔ دفعہ 32 کے معاملے میں یہ ضروری ہے کہ میٹنگ منعقد کی جائے تاکہ اس دفعہ کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ دفعہ 32 کے ذریعے عائد کردہ ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے میٹنگ بلانا بھی کم ضروری نہیں ہے، کیونکہ دفعہ 76 کے تحت میٹنگ بلانے کی ذمہ داری ہے جس کی خلاف ورزی پر آزادانہ جرمانہ عائد ہوتا ہے۔ دونوں سیکشن مختلف معاملات سے متعلق ہیں اور دفعہ 76 دفعہ 32 کے عمل میں مداخلت نہیں کرتا ہے۔ دفعہ 32 کا اثر اس کی شرائط سے اخذ کیا جانا چاہیے: شرائط کے مختلف اثرات نہیں ہو سکتے یہ اس بات پر منحصر ہے کہ ایکٹ کے دوسرے حصے میں دفعہ 76 جیسی شق موجود ہے یا نہیں۔ دفعہ 76 جیسی شق کے بغیر کمپنی کا ایک مجرم افسر دفعہ 32 کو بے نتیجہ بنا سکتا ہے، اور اس لیے، جیسا کہ پہلے ہی کہا گیا ہے، یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ دفعہ 32 کے تحت ذمہ داری عائد کی جائے گی جہاں افسر نے میٹنگ نہ ہونے میں غلط طریقے سے مدد کی ہو۔ دفعہ 76 جیسی شق کی موجودگی کی وجہ سے نتیجہ مختلف نہیں ہو سکتا۔

نہ ہی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دفعہ 32 کی ذیلی دفعہ 5 کوتاہی کے جاری رہنے کے دوران روزانہ جرمانہ عائد کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ میٹنگ ہونے تک ڈیفالٹ نہیں کیا گیا ہے۔ تاکہ کوتاہی جاری رہ سکے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ پہلے ہوگا۔ ہمارے خیال میں، یہ اس دن سے 21 دن کی میعاد ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے جب میٹنگ سال کے اندر ہونی چاہیے تھی۔

جواب دہندگان نے کوئین بنام نیوٹن ((1879) 48 قانون جے آر ای پی۔ ایم سی 77) کے کیس کا حوالہ دیا جہاں یہ ثابت ہو گیا کہ جنرل میٹنگ نہیں ہوئی تھی، کوتاہی کے الزام میں افراد کو بری کر دیا گیا۔ تاہم یہ مقدمہ واضح طور پر ممتاز ہے، " کیونکہ فیصلہ اس بنیاد پر آگے بڑھا کہ سمن میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ کوتاہی جنرل میٹنگ کے بعد کیا گیا تھا، یہ ثابت کرنا ضروری ہو گیا کہ میٹنگ کب ہوئی تھی، اور ثبوت کی عدم موجودگی میں عدالت نے فیصلہ دیا کہ سمن کو درست طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا۔" اس معاملے میں کاک برن، سی جے نے ایڈمنڈز بنام فوسٹر ((1875) 45 لا جے آر ای پی ایم سی 41) میں فیصلے کی درستگی کے بارے میں کچھ شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔ پارک بمقابلہ لاٹن ((1911) 1 کے بی 588) میں، تاہم، لارڈ الورسٹون نے کہا کہ وہ ان شکوک وشبہات کا اشتراک کرنے سے قاصر تھے، اور اس نظریے کے ساتھ، ہم متفق ہیں۔ ہم یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ اس طرح کے شکوک وشبہات کو ابھی تک کسی نے شیئر نہیں کیا ہے۔

ایک اور مقدمہ جس میں ہمیں جواب دہندگان کی جانب سے بھیجا گیا تھا وہ ڈورٹے بنام ساؤتھ افریقی سپر ایریشن لمیٹڈ تھا۔ ((1904) 20 ٹی ایل آر 425)۔ وہاں ایک کمپنی کو ایک ایسے معاملے میں

فہرست اور خلاصہ درج کرنے میں ناکامی پر مجرم قرار دیا گیا جہاں جنرل میٹنگ نہیں ہوئی تھی اور ایک مخصوص دن تک روزانہ آئی ڈی اور ایل ڈی کا جرمانہ عائد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے خلاف مزید سمن اسی کوتاہی کے سلسلے میں اس دن سے دوسرے دن تک مزید جرمانے کے لیے نکالے گئے۔ یہ فرض کیا گیا تھا کہ لفظ". کوتاہی " سے مراد ایک مطلوبہ کام کرنے کے لیے جان بوجھ کر اور مسلسل غفلت ہے اور یہ کہ کمپنی اس غلطی کے لیے روزانہ جاری جرمانے کی ذمہ دار نہیں ہو سکتی جس کا ازالہ کرنا ناممکن تھا۔ رپورٹ میں دلائل اور نہ ہی فیصلے کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ واضح نہیں ہے کہ فیصلہ کس بنیاد پر دیا گیا تھا۔ تاہم، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ الورسٹون ان ججوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اس کیس کا فیصلہ کیا۔ پارک بنام لاٹن ((1911) 1 کے بی 588) میں، لارڈ الورسٹون نے خود ڈورٹے کے کیس کے حوالے سے مشاہدہ کیا کہ وہاں، "عام اجلاس کے حوالے سے مدعا علیہ کے ڈیفالٹ ہونے کا کوئی سوال نہیں تھا، اور اس لیے یہ فیصلہ کسی بھی طرح سے سابقہ حکام سے متصادم نہیں تھا۔" اس لیے ہمیں نہیں لگتا کہ ڈورٹے کا مقدمہ جواب دہندگان کی بالکل مدد کرتا ہے۔ یہ صرف اس تجویز کے لیے اختیار ہے کہ جاری روزانہ جرمانہ نہیں لگایا جائے گا جہاں، کوئی میٹنگ نہ ہونے کی وجہ سے، کوتاہی کو ٹھیک کرنا ناممکن ہے: دیکھیں بکلیز کمپنی لا (13 ویں ایڈیشن)، پی 311۔

اب دفعہ 131 کی طرف رخ کرتے ہوئے، ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کمپنی کے ڈائریکٹرز کو، ہر کیلنڈر سال میں کم از کم ایک بار، کمپنی کے بیلنس شیٹ اور کمپنی کے منافع و نقصان کے کھاتے کو عام طور پر پورا کرنے کے لیے کمپنی کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دفعہ 133 کی ذیلی دفعہ (3) کمپنی اور اس کے ہر افسر کو جو جان بوجھ کر اور جان بوجھ کر دفعات 131 پر عمل درآمد میں کوتاہی کا فریق بناتی ہے، جرمانے کی سزا جو پانچ سو روپے تک ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ دفعہ 32 کے معاملے میں اور انہی وجوہات کی بناء پر، یہاں بھی دفعہ 131 کی خلاف ورزی کے الزام کا یہ کہنا کوئی دفاع نہیں ہے کہ میٹنگ نہیں بلائی گئی تھی۔

جہاں تک امپیریٹر بنام پائینیر کلے اینڈ انڈسٹریل ورکس لمیٹڈ (آئی ایل آر (1948) بمبئی 86) کا تعلق ہے، جس پر درج ذیل عدالتوں نے فیصلہ دیا کہ مدعا علیہان کو بری کیا جانا چاہیے، ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دفعہ 134 کمپنیز ایکٹ 1913 پر چلا گیا۔ اس حصے کی زبان کچھ حد تک دفعہ 32 اور 131 میں استعمال ہونے والی زبان سے مختلف ہے۔ دفعہ (1) 134 میں کہا گیا ہے، "بیلنس شیٹ اور منافع و نقصان کے کھاتے کو عام اجلاس میں کمپنی کے سامنے رکھے جانے کے بعد، اس کی تین کاپیاں رجسٹرار کے پاس جمع کرائی جائیں گی۔" اس دفعہ کا ذیلی دفعہ (4) دفعہ 134 کی خلاف ورزی کے لیے جرمانہ فراہم کرتا ہے، جیسا کہ دفعہ 32 کے ذیلی دفعہ (5) میں موجود ہے۔ اگر دفعہ (1)134 کی زبان اس اصول کے بارے میں کوئی

فرق ڈالتی ہے جس کا اطلاق اس بات کا تعین کرنے میں کیا جانا چاہیے کہ آیا اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا نہیں جس کے بارے میں ہم اس معاملے میں کچھ نہیں کہتے ہیں-تو وہ معاملہ جواب دہندگان کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوسکتا۔ اگر تاہم اس طرح کا کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا، تو ہم سوچتے ہیں کہ اس کا صحیح فیصلہ نہیں کیا گیا تھا۔ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ چگلا، سی جے، جس نے اس معاملے میں عدالت کا فیصلہ سنایا، نے پارک بنام لاٹن ((1911)1 کے بی 588) کے فیصلے کی درستگی پر سوال نہیں اٹھایا جس پر اسے عمل کرنے کو کہا گیا تھا۔ اس معاملے کے حوالے سے انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اسکیم اور اس دفعہ کی شرائط کمپنیز ایکٹ 1913 کی دفعہ 134 سے مختلف تھیں۔ ایسا ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ تاہم انگلش کمپنیز ایکٹ 1908 کے دفعہ 26 کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، جس پر پارکر کا معاملہ موڑ گیا تھا اور جس نے بظاہر کسی غلطی کے ذریعے چگلا، سی جے نے انڈین کمپنیز ایکٹ 1913 کے دفعہ 36 اور دفعہ 32 کا حوالہ دیا تھا، سوائے اس کے کہ انگریزی دفعہ میں خلاصہ کو بیلنس شیٹ کی شکل میں بیان شامل کرنے کی ضرورت تھی جس میں کچھ تفصیلات کا ذکر کیا گیا تھا، جبکہ ہمارے دفعہ میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے ایکٹ کے دفعہ 131 میں جنرل میٹنگ سے پہلے بیلنس شیٹ بچھانے کے بارے میں کچھ دفعات موجود ہیں۔ یہ شق 1936 کے ترمیم شدہ ایکٹ کے ذریعے ایکٹ میں شامل کی گئی تھی۔ یہ حقیقت کہ انگریزی دفعہ 26 کے تقاضوں میں سے ایک ہمارے ایکٹ کے دفعہ 32 میں موجود نہیں ہے، ہمارے ایکٹ کے سیکشن 32 اور انگلش ایکٹ کے دفعہ 26 کے درمیان کوئی مادی فرق پیدا نہیں کرسکتا۔ اگر یہ اصول کہ جرم کا الزام لگانے والا شخص الزام کے جواب کے طور پر اپنے کوتاہی پر بھروسہ نہیں کرسکتا، جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں، درست ہے، اور جسے ہم چگلا، سی جے، یہ کہتے ہوئے نہیں پاتے کہ ایسا نہیں ہے، تو یہ اصول واضح طور پر لاگو ہوگا جب کسی شخص پر ہمارے ایکٹ کی دفعہ 32 کی خلاف ورزی کا الزام لگایا جاتا ہے۔

اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اپیل کی اجازت دی جانی چاہیے۔ یہ مقدمہ اب اسکالرڈ پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے پاس واپس جائے گا اور اس فیصلے میں بتائے گئے قانون کے مطابق میرٹ پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔ مقدمہ ریمانڈ کیا گیا۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and
authenticity of this document

12.06.24